قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 08 فروری 2022ء | 06 رجب 1443 ہجری قمری | 08 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:33

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدۡ ہَدٰٮنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیۡتُمُوۡنَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

(ابراہیم:13)

ترجمہ: اور ہم کیوں نہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ حالانکہ اس نے ہمیں ہمارے (مناسب حال) راستے ہمیں دکھائے ہیں اور جو تم نے ہمیں تکلیفیں دی ہیں ہم ضرور ان پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

فرمان خلیفہ وقت

توکّل کی اعلیٰ ترین مثالیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہی رقم فرمائی ہیں اور کیوں نہ ہو، آپ ہی تو انسان کامل تھے۔ اور ساتھ ہی امت کو بھی سبق دے دیا کہ میری پیروی کرو گے، خدا سے دل لگاؤ گے، اس کی ذات پر ایمان اور یقین پیدا کرو گے تو تمہیں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے پر توکّل کرنے کے نتیجہ میں وہ تمہیں بھی اپنے حصار عافیت میں لے لے گا۔

آنحضرت ﷺ کے توکل کے بارہ میں بعض احادیث میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ یہ بچپن سے ہم سنتے آرہے ہیں لیکن جب بھی پڑھیں ایمان میں ایک نئی تازگی پیدا ہوتی ہے اور ایمان مزید بڑھتا ہے۔

وہ واقعہ یاد کریں جب سفر طائف سے واپسی پر رسول اللہ نے کچھ روز نخلہ میں قیام فرمایا۔ زید بن حارثہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب آپ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپ کو نکال چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کس شان سے، توکل سے جواب دیا کہ اے زید تم دیکھو گے کہ اللہ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپ کو اپنی پناہ میں لے کر مکہ میں داخل کرنے کا انتظام کریں۔ کئی سرداروں نے انکار کر دیا بالآخر مکہ کے ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں مکہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔ پھر آخر کار جب مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور مکہ سے ہجرت کا وقت آیا تو کمال وقار سے آپؐ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ غار میں پناہ کے وقت دشمن جب سر پر آن پہنچا تو پھر بھی کس شان سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ اس بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے۔ اس پر میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- در مدح حضرت مسیح موعود علیہ السلام (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- اور طوفان آ گیا
- یونانی فلسفے کے مسلمان مفکرین پر گہرے اثرات

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابو درداء کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا گھر نہیں جلا۔ پھر تیسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابو درداءؓ! آگ لگی تھی اور جب آپ کے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔ حاضرین مجلس نے حضرت ابو درداء سے کہا کہ آپؓ کی دونوں باتیں عجیب ہیں۔ پہلے (یہ کہنا) کہ میرا گھر نہیں جلا اور پھر یہ کہنا کہ مجھے علم تھا کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ مَیں نے ان کلمات کی وجہ سے کہا تھا جو مَیں نے آنحضور ﷺ سے سنے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جس نے یہ کلمات صبح کے وقت کہے اسے شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات کہے اسے صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّکُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

یعنی اے میرے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں اور تو ہی عرش عظیم کا رب ہے۔ اور جو تو نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا وہ واقعہ نہ ہوا۔ اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اے اللہ مَیں اپنے نفس کے شر اور ہر اس جاندار کے شر سے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ یقیناً میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔

(ماخوذ از الدعاء للطبرانی باب القول عند الصباح والمساء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

تدبیر اور توکل

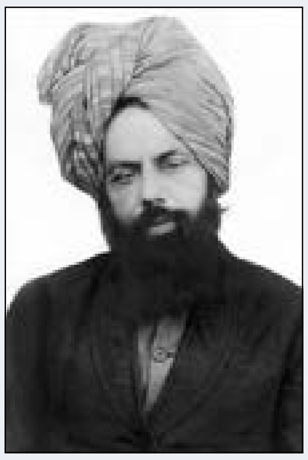

تدبیر اور توکل پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

فِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ (الذاریات:23) سے ایک نادان دھوکا کھاتا ہے اور تدابیر کے سلسلہ کو باطل کرتا ہے حالانکہ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ (الجمعۃ:11) کہ تم زمین میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل کی تلاش کرو۔ یہ ایک بہت ہی نازک معاملہ ہے کہ ایک طرف تدابیر کی رعایت ہو اور دوسری طرف توکل بھی پورا ہو۔ اور اس کے اندر شیطان کو وساوس کا بڑا موقعہ ملتا ہے (بعض لوگ ٹھوکر کھا کر اسباب پرست ہو جاتے ہیں اور بعض خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار محض خیال کرنے لگ جاتے ہیں) آنحضرت ﷺ جب جنگ کو جاتے تو تیاری کرتے۔ گھوڑے، ہتھیار بھی ساتھ لیتے بلکہ آپ بعض اوقات دو دو زرہ پہن کر جاتے۔ تلوار بھی کمر سے لٹکاتے حالانکہ ادھر خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:68) بلکہ ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجویز فرمایا کہ اگر شکست ہو تو آپ کو جلد مدینہ پہنچا دیا جاوے اصل بات یہ ہے کہ قوی الایمان کی نظر استغنائے الٰہی پر ہوتی ہے اور اسے خوف ہوتا ہے کہ خدا کے وعدوں میں کوئی ایسی مخفی شرط نہ ہو جس کا اسے علم نہ ہو جو لوگ تدابیر کے سلسلہ کو بالکل باطل ٹھہراتے ہیں ان میں ایک زہر یلا مادہ ہوتا ہے۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر بلا آوے تو دیدہ دانستہ اس کے آگے جا پڑیں اور جس قدر پیشہ والے اور اہل حرفت ہیں وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاویں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 605-604 ایڈیشن 1988ء)

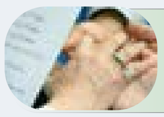

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کرنا یہ بھی ایمان کا حصہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ: ’’شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوّت ایمانی اور قوّت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’جس قدر ایمان قوی ہوتا ہے، اُسی قدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو ونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اُس کے سدّ راہ نہیں ہوسکتا۔‘‘ (کوئی روک نہیں بن رہا ہوتا)۔ ’’وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تأمل اور دریغ نہ کرے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 226)

پس شہید کا رُتبہ پانا صرف جان دینا ہی نہیں ہے بلکہ ایمان کے اعلیٰ معیار کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اپنے ہر عمل اور فعل کے کرتے وقت یہ یقین رکھنا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے۔

مختصراً یہ بھی بتادوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے ایمان کے کیا معیار رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ (البقرہ: 4) کہ غیب پر ایمان لاؤ۔ فرمایا کہ نمازوں کو قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ تمام گزشتہ انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان رکھو۔ اس زمانے کے امام اور مسیح موعود پر بھی ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَبِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (البقرہ: 5)۔ اور مومن آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یعنی بعد میں آنے والی موعود باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور آخری زمانے کی سب سے بڑی موعود بات تو مسیح موعود کا آنا ہی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آیت کے اس حصہ میں وَبِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (البقرہ: 5) میں میرے پر ایمان لانے کو اللہ تعالیٰ نے لازمی قرار دیا ہے۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلجنز ماہ مارچ و اپریل 1915 صفحہ 164 جلد 14 نمبر 3 و 4)

پھر ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو مضبوط کرو۔ ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ یہ بات بھی ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ ہر محبت سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت ہو۔ اگر یہ محبت نہیں تو ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان، اُس کے فرشتوں پر ایمان، اُس کی کتابوں پر ایمان، اُس کے رسولوں پر ایمان، پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ یہ سب باتیں ایمان کے لئے ضروری ہیں۔ اور پھر ان کے معیار بھی بڑھتے چلے جانے چاہئیں۔ پھر ایمان کا معیار اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب ایمان لانے والوں کے سامنے خدا تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے ڈر جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اب جہاد بھی کئی قسم کے ہیں۔ ایک تو جہاد تلوار کا جہاد ہے وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے بند ہو گیا۔ اب نہ کوئی مذہبی جنگیں ہیں نہ اُس قسم کا جہاد ہے۔ اور وہ جہاد جو ایک احمدی کا فرض ہے اور ایمان کی مضبوطی کے لئے

بقیہ صفحہ 5 پر

در مدح حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1908ء یعنی بچپن کی کہی ہوئی نظم

تجھے دیکھا تو سارے اولیاء و انبیاء دیکھے
ظہورِ اولیاء تُو ہے، بروزِ انبیاء تُو ہے

کلیم اللہ بننے کا شرف حاصل ہوا تجھ کو
خدا بولے نہ کیوں تجھ سے کہ محبوبِ خدا آیا

اندھیرا چھا رہا تھا سب، اجالا کر دیا جس نے
وہی بدر الدجیٰ تُو ہے، وہی شمس الضحیٰ تُو ہے

گنہگاروں کو اپنی اک نظر سے پاک کر ڈالے
خدا سے پھر ملائے جو وہ مردِ باصفا تُو ہے

وہ خاطی ہیں جو کہتے ہیں، نہیں ہے کیمیا کچھ شے
مِس جاں کے لئے دیکھیں وہ آ کر کیمیا تُو ہے

گئے اسلام کے خطرے کے دن جب سے کہ تُو آیا
خدا سے کشتیٔ اسلام کا اب ناخدا تُو ہے

گُنہ سے پاک کر ہم کو شفا بیماریوں سے دے
تو ہم مردوں کو زندہ کر کہ عیسیٰ سے سوا تُو ہے

(کلام بشیر ایڈیشن 1963 صفحہ 3-4)

آج کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ الۡحَلِیۡمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ

(صحیح بخاری، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَاءِ عِنۡدَ الکَرۡبِ حدیث: ۶۳۴۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظمت والا ہے اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور بڑے بھاری عرش کا رب ہے۔

یہ سید ومولیٰ، خاتم الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی پریشانی کے وقت کی دعا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں مذکور اس حدیث سے اگلی حدیث میں یہ دعا یوں بھی مذکور ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ الۡحَلِیۡمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ

ترجمہ: اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 2020ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 31

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

چند احباب بتقریب نماز عید الاضحیٰ دارالامان میں تشریف لائے اور انہوں نے بیعت کی۔حضرت اقدس امام پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام نے کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی۔

فرمایا:۔ دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اس وقت بیعت کی ہے اور جو پہلے کر چکے ہیں ان کو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ چاہئے کہ اسے پوری توجہ سے سنیں۔

آپ لوگوں کی یہ بیعت۔ بیعت توبہ ہے توبہ دو طرح ہوتی ہے ایک تو گذشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے ان کی تلافی کرے اور حتی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوص نیت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا پس چاہئے کہ اس کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے نہ نفاق سے اس کے حضور توبہ کی جاوے۔

توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا و دین دونوں سنور جاتے ہیں۔ اور اسے اس جہان میں اور آنے والے جہان میں دونوں میں آرام اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔

دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202) اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں بھی آرام و آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دیکھو درحقیقت رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس رب کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ رب کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے اپنے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہیں اپنے حیلوں اور دغا بازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے رب ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے رب ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا رب ہے غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کے اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی رب کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے۔تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جاں گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصلی اور حقیقی رب تو تو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔

غرض بجز اس کے خدا کو اپنا رب بنانا مشکل ہے جب تک انسان کے دل سے دوسرے رب اور ان کی قدر و منزلت وعظمت و وقار نکل نہ جاوے تب تک حقیقی رب اور اس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اٹھاتا۔بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا رب بنایا ہوا ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارہ ہی مشکل ہے بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہی کو اپنا رب بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آسکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس در کے نہ ہو۔ اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔غرض رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا الخ ایسی دعا کرنا صرف انہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کے رب کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں۔

آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے طرح طرح کے عذاب، خوف، خون، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ، اولاد، بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن۔غرض یہ سب آگ ہیں۔تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لیے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ۔

سچی توبہ ایک مشکل امر ہے۔ بجز خدا کی توفیق اور مدد کے توبہ کرنا اور اس پر قائم ہو جانا محال ہے۔ توبہ صرف لفظوں اور باتوں کا نام نہیں۔ دیکھو خدا قلیل سی چیز سے خوش نہیں ہو جاتا۔ کوئی ذرا سا کام کر کے خیال کر لینا کہ بس اب ہم نے جو کرنا تھا کر لیا اور رضا کے مقام تک پہنچ گئے یہ صرف ایک خیال اور وہم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بادشاہ کو ایک دانہ دے کر یا مٹی کی مٹھی دے کر خوش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے غضب کے مورد بنتے ہیں تو کیا وہ احکم الحاکمین اور بادشاہوں کا بادشاہ ہماری ذرا سی ناکارہ حرکت سے یا دو لفظوں سے خوش ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 284-287، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر حقوق

میری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو دھوکہ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ایک ناکارہ چیز کو پسند نہیں کرتا۔ دیکھو اگر ایک شخص دُنیوی بادشاہ کے پاس نکمّی سی چیز ہدیہ کے طور پر لے جاتا ہے تو اگرچہ وہ اس کو لے جا سکتا ہے مگر وہ ایسے فعل سے بادشاہ کی ہتک کرتا ہے۔

(البدر جلد 2 نمبر 9 مورخہ 20 مارچ 1903ء صفحہ 66)

دیکھو خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے۔ بعض لوگ اپنے شرکاء نفسانی کے واسطے بہت سا حصہ رکھ لیتے ہیں اور پھر خدا کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں۔ سو ایسے حصہ کو خدا قبول نہیں کرتا وہ خالص حصہ چاہتا ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک بنانے سے زیادہ اس کو غضبناک کرنے کا اور کوئی آلہ نہیں ہے۔ ایسا نہ کرو کہ کچھ تو تم میں تمہارے نفسانی شرکاء کا حصہ ہو اور کچھ خدا کے واسطے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں سب گناہ معاف کروں گا مگر شرک نہیں معاف کیا جاوے گا۔

یاد رکھو شرک یہی نہیں کہ بتوں اور پتھروں کی تراشی ہوئی مورتوں کی پوجا کی جاوے۔ یہ تو ایک موٹی بات ہے یہ بڑے بیوقوفوں کا کام ہے دانا آدمی کو تو اس سے شرم آتی ہے۔ شرک بڑا باریک ہے وہ شرک جو اکثر ہلاک کرتا ہے وہ شرک فی الاسباب ہے یعنی اسباب پر اتنا بھروسہ کرنا کہ گویا وہی اس کے مطلوب ومقصود ہیں جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کو دنیا کی چیزوں پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ امید ہوتی ہے جو دین و ایمان سے نہیں۔ نقد فائدہ کو پسند کرتے ہیں اور

آخرت سے محروم۔ جب وہ اسباب پر ہی اپنی ساری کامیابیوں کا مدار خیال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کو تو اس وقت وہ لغو محض اور بے فائدہ جانتا ہے اور تم ایسا نہ کرو۔ تم توکل اختیار کرو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 288، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

دعا ایسی شے ہے کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا۔ آخر شیطان پر آدم نے فتح بذریعہ دعا کے پائی رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (الاعراف:24) اور آخر میں بھی دجال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہے۔ گویا اول بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے۔ حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے تمام اسلامی طاقتیں کمزور ہیں۔ اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کرسکتی ہیں؟ اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہیں۔ آسمانی حربہ کی ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 318، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

اس کے بعد مفتی صاحب نے ایک مضمون سول ملٹری گزٹ سے سنایا جو کہ اسلامی عورتوں کے حقوق وغیرہ پر تھا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔ ابھی کچھ دن ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ کی شان میں ایک گندہ مضمون سنایا گیا تھا اب خدا نے اس کے مقابلہ پر فرحت بخش مضمون بھیج دیا ہے خدا کا فضل ہے کہ ہر ہفتہ ایک نہ ایک بات ایسی نکل آتی ہے جس سے طبیعت کو ایک تر و تازگی مل جاتی ہے۔

اس مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلام میں عورتوں کو وہی حقوق دیئے ہیں جو کہ مردوں کو دیئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ اسلامی عورتوں میں پاکیزہ اور مقدس عورتیں بھی ہوتی ہیں اور ولیہ بھی ہوتی ہیں اور ان سے خارق عادت امور سرزد ہوتے ہیں اور جو لوگ اسلام پر اس بارہ میں اعتراض کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ

مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالح ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالح بن سکتی ہے قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔ اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرضیکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے اس لیے لکھا ہے اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ۔ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ (النور:27) اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزاروں ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے، روتا ہے تو عورت ایک دن، دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہوجاتی ہیں ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کرسکتا جتنا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی اثر کچھ اس پر نہیں ہوتا۔ خدا نے مرد عورت دونوں کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان میں نقص پکڑیں۔ ورنہ ان کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکر مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو پھر کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہوکر گفتگو نہ کرے۔

مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ اسی طرح وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ دوسرے کو مل نہیں سکتا۔ اسی لیے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کرلیتی ہے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہوگئی۔ شراب وغیرہ اول شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی ملنے لگی۔ خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو کہا تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 301-303، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب پھر سول اخبار کا بقیہ مضمون سناتے رہے جس میں اسلامی عورتوں کا ذکر تھا اس پر حضرت نے فرمایا کہ:۔

کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی عورتیں صالحات میں نہ ہوں، گو تھوڑی ہوں، مگر ہوں گی ضرور جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ آپ صالح بنے۔ ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اپنی پرہیز گاری کے لئے عورتوں کو پرہیز گاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہوکر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی۔ اس لیے چاہئے کہ سب توبہ کریں۔ اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاوے گا تو ممکن نہیں کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاؤں اولیاؤں کی عورتیں نیک تھیں اس لیے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہوسکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:35) اسی لیے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 309-310، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ۔ عنبرین نعیم)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کیا کہ یارسول اللہ اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: چپ اے ابوبکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ تو یہ ہے وہ توکل کا اعلیٰ معیار جو صرف اور صرف رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور پھر آپ دیکھیں جب غار سے نکل کر سفر شروع کیا تو کیا شان استغنا تھی اور کس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی روایت ہے کہ سفر ہجرت کے دوران جب سراقہ گھوڑے پر سوار تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اب تو پکڑنے والے بالکل سر پر آ پہنچے اور میں اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کی خاطر فکرمند ہوں۔ آپؐ نے فرمایا! لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسی وقت آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ آپ کی خدمت میں امان کا طالب ہوا۔ اس وقت آپؐ نے سراقہ کے حق میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ اور یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے بعد میں پوری ہوئی۔

پھر وہ شان بھی دیکھیں جب آپ دشمن سے صرف ایک فٹ کے فاصلہ پر تھے اور نہتے تھے اور دشمن تلوار تانے کھڑا تھا لیکن کوئی خوف نہیں۔ کیسا ایمان، کیسا یقین اور کیسا توکل ہے خدا کی ذات پر۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اگست 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرید احمد نوید ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

اور طوفان آ گیا

قسط 3

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اگر طوفان بڑھ گیا تو وہ کسی پہاڑ پر چڑھ کر جان بچالیں گے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا نازل ہوتی ہے تو پہاڑ تو کیا تمام دنیا کے وسائل بھی انسان کے کام نہیں آ سکتے.........!

طوفان اس قدر شدید تھا کہ کسی کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ لہریں یوں بلند ہو رہی تھی کہ گویا سب کچھ ساتھ بہا کر لے جائیں گی۔ پہاڑوں جیسی بلند لہروں میں آخر کسی کا بچ جانا ممکن بھی کب تھا۔

لیکن اس تمام افراتفری کے عالم میں ایک کشتی بڑے سکون کے ساتھ اس لہروں پر سفر کر رہی تھی اور اس میں بیٹھے ہوئے نیک لوگ جو حضرت نوحؑ پر ایمان لئے تھے آج خوش ہو رہے تھے کہ وہ مومنین کی جماعت میں شامل ہو گئے ورنہ آج وہ بھی انکار کرنے والوں کے ساتھ ہلاک کر دیئے جاتے۔ اس طوفان سے کچھ وقت پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکم کے ماتحت اس کشتی کو بنانا شروع کیا تھا۔ عام دنوں میں جب کہ کشتی کی کوئی بھی ضرورت نہ تھی یہ فعل مخالفین کے لئے حیرت انگیز تھا۔ وہ لوگ جب حضرت نوحؑ کے پاس سے گزرتے تو ہنستے اور مذاق کرتے کہ دیکھو خشکی میں کشتیاں چلنے لگیں؟ حضرت نوحؑ ان کو جواب میں کہتے تھے کہ تم آج بے شک ہنسی کر لو لیکن ایک دن آئے گا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ و برباد کرے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کی ہنسی اور مذاق کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام نے وہ کشتی مکمل کی اور بالآخر طوفان کا دن آ گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے تمام پیروکار اس کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب کہ وہ مخالفین جو اب تک ان پر ہنسا کرتے تھے حسرت کے ساتھ اس طوفان میں ہلاک ہو گئے۔ یہ طوفان اس قدر شدید تھا کہ آسمان سے بھی پانی برس رہا تھا اور زمین سے بھی چشمے ابل پڑے تھے اور کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی تھی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اگر طوفان بڑھ گیا تو وہ کسی پہاڑ پر چڑھ کر جان بچالیں گے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سزا نازل ہوتی ہے تو پہاڑ تو کیا تمام دنیا کے وسائل بھی انسان کے کام نہیں آسکتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی ان نادان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور جب آپ نے اسے بلایا کہ آؤ اور میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو اس نے کہا نہیں! میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا بلکہ اگر طوفان بڑھ گیا تو میں کسی پہاڑی پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔ لیکن افسوس کوئی پہاڑ اسے نہ بچا سکا اور وہ بھی وقت کے نبی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس سیلاب کی نذر ہو گیا اور صرف وہی لوگ بچائے گئے جو وقت کے نبی کے ساتھ تھے اور اس پر ایمان لائے تھے اور اس کے ساتھ ہجرت میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت نوحؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور احادیث کے مطابق آپ پہلے شرعی نبی تھے۔ روایتوں کے مطابق آپ کے والد کا نام ‘‘لمک’’ تھا اور آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے پوتے تھے۔

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عراق کے رہنے والے تھے آپ کو جب اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا تو آپ نے اپنی تمام قوم کو خدائے واحد کی طرف بلایا۔ قرآن کریم کے مطابق آپ نے بڑی محنت کے ساتھ اپنے لوگوں کو پیغام پہنچایا لیکن ان کی قوم نے ایک نہ سنی۔ قرآن کریم ان کی حالت کا نقشہ یوں کھینچتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے خدا میں نے اپنی قوم کو دن کے وقت بھی پکارا اور رات کے وقت بھی ان کو تبلیغ کی لیکن میری پکار نے ان کو مجھ سے متنفر ہونے کے سوا اور کچھ نہ دیا۔ وہ مجھ سے اور زیادہ دور بھاگنے لگے۔ اے میرے خدا میں نے جب کبھی بھی ان کو تیری بخشش کی طرف بلایا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اپنے سروں پر اور کانوں پر کپڑے لپیٹ لئے اور انہوں نے ضد کی کہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ لیکن میں پھر بھی ان سے مایوس نہیں ہوا اور انہیں تیری راہوں کی طرف بلاتا رہا بازاروں میں نکل کر بلند آواز سے انہیں تبلیغ کی اور مخفی اشاروں سے بھی ان راہوں کی طرف ان کی راہنمائی کرتا رہا۔ میں نے انہیں ان کا ماضی یاد دلایا زمین و آسمان سے متعلق فطری دلائل انہیں دیئے۔ یوم آخرت سے انہیں ڈرایا لیکن وہ برابر میری تکذیب کرتے چلے گئے اور میری بات نہ مانی۔ میری نیکیوں اور نیک سلوک کے جواب میں انہوں نے میری خلاف تدبیریں کرنا شروع کر دیں بڑے بڑے مکر میرے خلاف استعمال کیے اور اپنے جھوٹے معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تب اس تمام تبلیغ کے بعد اور اپنی طرف سے پوری کوشش کر چکنے کے بعد حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

اے اللہ میری تمام تر تبلیغ کے جواب میں یہ قوم تکذیب کرتی چلی جا رہی ہے۔ پس اب میری دعا ہے کہ کافروں میں سے اس زمین پر کوئی باقی نہ چھوڑ کیونکہ یہ لوگ سوائے گمراہی پھیلانے کے اور کوئی کام نہیں کر رہے۔

پیارے ساتھیو! اس دعا کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی کافر باقی نہ رہے اور سب مومن ہو جائیں یا یہ کہ جو کافر ہیں اور کفر پر اصرار کر رہے ہیں انہیں تباہ و برباد کر دے۔

بالآخر آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مخالفین کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی اور کہا کہ دیکھو! میں نے یہ چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ اور میں تمہارا خیرخواہ تھا لیکن تمہاری شوخیوں کی وجہ سے اب اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں عذاب دے گا اور تم تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایمان لانے والوں کے سوا باقی تمام قوم طوفان میں غرق ہو گئی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی امت 950 سال تک قائم رہی یعنی آپ کی امت یا قوم کی عمر 950 سال ہے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اور شہادت کا رُتبہ پانے کے لئے ہر جگہ اور ہر ملک میں کرنا چاہئے وہ جہاد ہے تبلیغ کا جہاد۔ پس جہاں اپنے نفسوں کے اصلاح کا جہاد کرنا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا جہاد کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے اور یہ جہاد ہر ملک میں اور ہر جگہ رہ کر کیا جا سکتا ہے اور یہاں آنے والے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اس جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کرنا یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

پھر ایمان کی یہ نشانی ہے کہ جب اُن ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف بلایا جائے تو وہ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر ایک کان سے سنیں اور دوسرے سے نکال نہیں دیں، بلکہ سنا اور اُس کی اطاعت کی اور یہی ایک حقیقی مومن کا طُرّۂ امتیاز ہونا چاہئے۔

بہت ساری باتیں ہیں، نصیحتیں کی جاتی ہیں، خطبات جو آپ سنتے ہیں، صرف اس لئے نہیں ہوتے کہ آپ نے سن لئے اور بس، بلکہ اُس پر عمل کرنا، سنا اور اطاعت کی، ایسا عمل جو اطاعت کا نمونہ دکھانے والا ہو۔ پس جب یہ کوششیں ہوں گی تو حقیقی مومن بنیں گے اور پھر اُن رتبوں کی طرف بڑھیں گے جو شہادت کا رُتبہ دلاتے ہیں۔ اُن منزلوں کی طرف بڑھیں گے جو شہادت کا رُتبہ دلاتی ہیں۔ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ بحث کرنا شروع کر دے کہ یہ حکم فلاں ہے اور اس حکم کی فلاں تشریح ہے، interpretation ہے۔ یا حجتیں کرنی شروع ہو جائے۔ یہ مومن کا کام نہیں۔ پھر یہ بھی حقیقی مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سنتے ہیں تو فرمایا کہ اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے آگے اُن سب احکامات پر عمل کرنے کی طاقت مانگتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بڑھتے چلے جانے والا بھی ایک حقیقی مومن ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ من الایمان حدیث: 15)

پس یہ خصوصیات ہیں جو اس زمانہ میں مومن کی ہونی چاہئیں۔ بلکہ اس زمانے میں جیسا کہ شرائط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ کے کام کو جاری رکھنے کے لئے آپ کے عاشقِ صادق مسیح موعود جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مبعوث فرمایا ہے، اُن کے ساتھ بھی تعلق سب دنیاوی تعلقوں سے زیادہ ہونا چاہئے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلدنمبر 3 صفحہ 564)

پس یہ خصوصیات ہیں جو جیسا کہ مَیں نے کہا ایک مومن کی ہونی چاہئیں اور یہ خصوصیات ہوں تو چاہے وہ انسان طبعی موت مر رہا ہو شہادت کا رتبہ پاتا ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ یہ رُتبہ پانے کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین پیدا کریں۔ روزِ جزا پر کامل یقین پیدا کریں۔ اپنے ہر عمل میں اس بات پر یقین رکھیں۔ ہر عمل کرتے ہوئے اس بات پر یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر سختی کو جھیلنے کے لئے اُس سے مدد مانگیں۔ ایسی قوتِ ایمانی خدا تعالیٰ سے مانگیں جو بطور نشان کے ہو جائے۔ ایمان کو اتنا مضبوط کریں کہ کوئی دنیاوی لالچ، کوئی خواہش ہمارے ایمان میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ نیک اعمال بجالانے کے لئے ہر قسم کے خوف سے دل و دماغ کو صاف رکھیں۔ بلا تکلف ہر نیکی کو بجا لانے والے ہوں۔ ہر نیکی ہماری فطرت کا حصہ بن جائے۔ ہم استقامت اور سکینت کی قوت پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ عبادت کے ایسے معیار تلاش کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں۔ پس یہ وہ معیار ہیں جن کو حاصل کرنے کی ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کیا کوئی حقیقی مومن ہے جو اس کے بعد یہ سوال اُٹھائے کہ ہم شہادت کی دعا کیوں کریں؟ یہ وہ حقیقی شہادت ہے جس کے لئے ایک مؤمن کو دعا کرنا ضروری ہے تا کہ وہ حقیقی مومن بن سکے۔

(خطبہ جمعہ 14/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر، مورو گورو، تنزانیہ

یونانی فلسفے کے مسلمان مفکرین پر گہرے اثرات اور نظریہ وحدت الوجود کا تدریجی ارتقاء

(قسط پنجم - آخری)

نظریہ وحدت الوجود کے منطقی نتائج

پچھلی چار قسطوں میں میں نے کوشش کی کہ وحدت الوجود کے فلسفہ کو وضاحت سے بیان کر دوں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر نظریہ وحدت الوجود میں ایسی کیا بات ہے کہ یہ اتنی اہمیت اختیار کر چکا ہے اور صوفیاء اسے ایک مذہبی عقیدہ سمجھ کر اس سے چمٹے ہوئے ہیں۔دوسری طرف اس فلسفہ کے مخالفین اسے قطعاً غیر اسلامی اور غیر شرعی قرار دے کر اسے رد کرتے چلے آئے ہیں حتی کہ اس کے بانی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی پر کفر کے فتوے تک لگائے گئے۔چونکہ جماعت احمدیہ بھی وحدت الوجود کے ہمہ اوست نظریے کی قائل نہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کے آخر پر وہ نکات بیان کر دوں جو اس فلسفے یا نظریے کو ماننے کے منطقی نتائج کے طور پر سامنے آتے ہیں اور یہ نتائج کلیۃً اسلامی تعلیم کے مخالف اور متصادم ہیں۔جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نظریہ وحدت الوجود کے دوستون ہیں۔ایک اعیان ثابتہ اور دوسرا وجود مطلق۔ان دونوں پر اعتقاد کے نتیجے میں جو نتائج برآمد ہوتے ہیں ان کی کسی قدر تفصیل بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

اعیان ثابتہ (معلومات الٰہیہ یا صور علمیہ) پر اعتقاد کے نتائج:

1۔ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کا انکار:

ابن عربی کے نزدیک یہ کائنات ازل سے خدا کے خیال میں موجود تھی اور اس کے تمام مظاہر اعیان ثابتہ کی صورت خدا تعالیٰ کے خیال میں قائم تھے اور پھر جب خدا تعالیٰ کی تجلی ان اعیان ثابتہ پر پڑی تو وہ اپنے ظلی وجودوں کے ساتھ خارج میں نظر آنے لگ گئے۔شیخ اکبر کا یہ نظریہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کی نفی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بار بار اپنی خالقیت کا اظہار فرمایا ہے اور کائنات کی ہر شے کو اپنی مخلوق قرار دیا ہے۔یعنی خالق اور مخلوق کا آپس میں تعلق غیریت کا ہے نہ کہ عینیت کا۔جیسے ایک بڑھئی جب ایک میز بنانے کا سوچتا ہے تو پہلے اس کا ایک اجمالی نقشہ اپنے ذہن میں قائم کرتا ہے جسے ابن عربی کی اصطلاح میں عین ثابت کہتے ہیں۔پھر اس میز کی تفصیل تیار کرتا ہے کہ اس کا سائز کیا ہوگا، اونچائی کتنی ہوگی، رنگ کیسا ہوگا، دراز کی تعداد کیا ہوگی وغیرہ۔یہ جو تفصیل ہے اس کو شیخ اکبر اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔جب بڑھئی میز تیار کر لیتا ہے تو جیسے بڑھئی کا وجود حقیقی ہے اسی طرح میز بھی اپنا ایک حقیقی وجود رکھتا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ میز کے خیال پر بڑھئی کی تجلی پڑی اور میز اپنے ظلی وجود کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔بعینہٖ یہی تعلق خدا تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہے یعنی دونوں کا وجود حقیقی ہے مگر ابن عربی اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں اور کائنات اور انسان کے وجود کو حقیقی وجود نہیں مانتے بلکہ اسے ظلی اور خیالی تصور کرتے ہیں۔ابن عربی کا یہ نظریہ PLOTINUS کے EMANATION کے نظریہ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔

2۔ عابد و معبود کے تعلق کا انکار:

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذاریت:57)

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

پھر فرمایا:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ

(الحجر: 100)

اور اپنے رب کی عبادت کرتا چلا جا یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔

عبد اور معبود کا تعلق صرف اسی صورت قائم ہوسکتا ہے جب دونوں اپنے حقیقی وجودوں کے ساتھ قائم ہوں۔اگر خدا کا وجود حقیقی ہے اور انسان محض ایک سایہ اور ظل ہے تو اس پر عبادت کیسے فرض قرار دی گئی۔میں پہلے ابن عربی کا وہ مشہور شعر نقل کر چکا ہوں جس میں وہ فرماتے ہیں

اَلرَّبُّ حَقٌّ، وَالْعَبْدُ حَقٌّ
يَا لَيْتَ شِعْرِيْ مَنِ الْمُكَلَّفُ

یعنی رب بھی خدا ہے اور عبد (انسان) بھی خدا ہے۔کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان میں سے مکلف (یعنی دوسرے کو احکام کی پابندی کا حکم دینے والا) کون ہے۔اس شعر کی بناء پر ابن عربی پر کفر کا فتوی بھی لگایا گیا۔یہی وجہ ہے کہ وجودی کہتے ہیں کہ جب ہم خدا کے وجود کا حصہ ہیں تو کیا ہم خود اپنی عبادت کرنا شروع کر دیں۔اسے ارشاد خداوندی اور اسوہ رسول کی کھلی نافرمانی کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی آیات محکمات میں بار بار اور تاکیدی طور پر کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے وہ سب مخلوق ہے اور خدا اور انسان میں ابدی امتیاز ہے کہ جو نہ اس عالم میں اور نہ دوسرے عالم میں مرتفع ہوگی۔اس جگہ بھی بندگی بیچارگی ہے اور وہاں بھی بندگی بیچارگی ہے۔بلکہ اُس پاک کلام میں نہایت تصریح سے بیان فرمایا گیا ہے کہ انسان کی روح کے لئے عبودیت دائمی اور لازمی ہے اور اس کی پیدائش کی عبودیت ہی علت غائی ہے۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی لدھیانوی نمبر 41، مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 590)

3۔ خدا تعالیٰ کی صفت قدیر کا انکار:

اسلام میں خدا کا تصور ایک قادر مطلق ہستی کا ہے جس کی قدرت لامحدود ہے اور وہ جب چاہے نیست سے ہست اور ہست سے نیست کر سکتا ہے۔اس کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں وہ کسی شے میں اور کائنات میں ہونے والے کسی واقعہ میں جب چاہے تبدیلی لا سکتا ہے۔ابن عربی نے اعیان ثابتہ کا جو تصور پیش کیا اس کے مطابق یہ کائنات اعیان ثابتہ کی شکل میں ازل سے خدا کے علم میں تھی اور جو کچھ گزر چکا وہ سب کچھ اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کی ایک ایک تفصیل ازل سے خدا کے علم میں موجود ہے اور یہ کائنات اُس طے شُدہ پروگرام کے مطابق ہی چل رہی ہے۔اگر خدا چاہے بھی تو اس میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا ورنہ یہ تبدیلی خدا کے علم کے خلاف ٹھہرے گی۔جبکہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حاکمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ جب چاہے اس پروگرام میں تبدیلی کر کے اسے نئی شکل میں ڈھال سکتا ہے۔اسی لئے فرمایا:

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(البقرہ:118)

اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ اسے محض ہو جا کہتا ہے تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(درثمین)

4۔ قبولیت دعا کا انکار:

خدا تعالیٰ کی صفت قدیر سے انکار کا ایک لازمی نتیجہ قبولیت دعا کا انکار کرنا ہے کیونکہ اگر ہر چیز اس کائنات میں ازل سے ابد تک ایک طے شُدہ پروگرام کے مطابق چل رہی ہے جس میں خدا چاہے بھی تو تبدیلی نہیں کر سکتا تو پھر دعا کرنے کا کیا فائدہ؟۔جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قبولیت دعا کی بشارت دی ہے۔فرمایا۔اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن:61) ترجمہ: اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ اور تعلیم ہمارے سامنے ہے۔سرسید احمد خان بھی ابن عربی کے نظریے کے قائل تھے اور دعا کو محض ایک عبادت سمجھتے تھے۔اسی باطل نظریے کے رد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پُر معارف کتاب "برکات الدعا" تحریر فرمائی اور بڑی وضاحت سے سرسید احمد خان پر ان کی غلطی واضح کرتے ہوئے دعا کی قبولیت کا فلسفہ بیان فرمایا۔حضور اپنی ایک اور تصنیف "ایام الصلح" میں تحریر فرماتے ہیں:

"نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بے ہودہ امر ہے مگر اُسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا ہے اور اَنَا الْقَادِرُ کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک وشبہات دور کر دیتا ہے۔"

5۔ یوم آخرت میں سزا جزا کا انکار:

ابن عربی کے نظریہ وجود مطلق کے مطابق وجود حقیقی صرف خدا کی ذات ہے اور باقی وجود ظلی اور اعتباری ہیں۔ وحدت الوجود ہمہ اوست ہی کا دوسرا نام ہے اور اگر سب خدا کے وجود ہی کا حصہ ہیں تو روز قیامت سوال جواب کس سے ہوگا؟ کیا خدا اپنے آپ سے مؤاخذہ کرے گا؟ اعیان ثابتہ کے نظریے کے مطابق جب کائنات کی ہر حرکت اور اچھائی اور برائی ازل سے خدا کے علم میں موجود ہے تو انسان بے اختیار ہوا تو پھر جزا سزا کس لئے مقرر کی گئی؟ اسی وجہ سے وجودیوں کی عملی حالت نہایت خراب اور بے راہ روی کا شکار نظر آتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قادیان میں بعض وجودی رہتے ہیں جو دین اور سچائی کے سخت مخالف بلکہ اللہ اور رسول کے علانیہ منکر ہیں۔“

”پنجاب کے وجودی اکثر تارک الصلوٰت والصوم، زانی، فاسق، فاجر بلکہ کجرو، شارب الخمر وغیرہ ہیں۔“

(مکتوب بنام منشی مظہر حسین صاحب۔مکتوب نمبر 1۔مکتوبات احمد جلد اول)

اس نظریے کی بہترین عکاسی میر کے ان اشعار میں کی گئی ہے

؎ مختاری نام اسی کا ہے مجبوری اسی کو کہتے ہیں
جو آپ نے چاہا ہو کے رہا جو ہم نے چاہا ہو نہ سکا
ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

(میر تقی میر)

6۔ عملی زندگی میں جدوجہد سے فرار:

اعیان ثابتہ پر اعتقاد کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ جب تقدیر خیر و شر ازل سے لکھی جاچکی ہے جسے خدا چاہے بھی تو تبدیل نہیں کرسکتا اور دعا کی حیثیت ایک عبادت سے زیادہ کچھ نہیں تو پھر انسان اپنے حالات میں بہتری لانے کے لئے جدوجہد کیوں کرے گا۔ اس لحاظ سے وحدت الوجود کا عقیدہ ترک دنیا اور رہبانیت کی طرف انسان کو راغب کرتا ہے۔

وجود مطلق پر اعتقاد کے بد نتائج:

نظریہ وحدت الوجود کا دوسرا بڑا ستون وجود مطلق ہے جس کے مطابق اس کائنات کی ہر شے خدا کے وجود کا حصہ ہے یا دوسرے لفظوں میں خدا مخلوق ہے اور مخلوق خدا ہے۔ ابن عربی نے خدا کو وجود مدرِک اور کائنات کو معنی قرار دیا یعنی جو رشتہ لفظ اور معانی کا ہے وہی خدا اور کائنات کا ہے۔جس طرح لفظ کو اس کے معنیٰ سے جدا نہیں کیا جاسکتا اسی طرح خدا اور کائنات کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا اور خدا کا مخلوق کی طرف سفر تنزلات کی صورت میں ہوا ہے۔اس غلط نظریے کی زد خدا تعالیٰ اور مخلوق دونوں پر پڑتی ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کی روح انسان کے اندر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ تمام بدیاں اور گناہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہیں وہ خدا میں بھی پائے جاتے ہیں اور روز قیامت انسان کے ساتھ خدا کا بھی حساب ہوگا اور خدا خود بھی انسان کے ساتھ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ جبکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفت پاک اور قدوس ہے جو ہر نیکی اور اچھائی کا سرچشمہ اور ہر قسم کی بدی سے پاک ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”محی الدین ابن عربی صاحب جا بجا اپنی تالیفات میں اسی پر زور دیتے ہیں کہ ”الخالق عین مخلوقہ“ دیکھو فصوص الحکم پہلے ہی صفحات پر۔ پس جب کہ وجودی بزعم خود خدا ہوئے تو اب کس قدر ان پر اعتراض ہوتے ہیں۔ کیا کوئی گن سکتا ہے؟ کیا خدائے عزوجل کی روح کبھی خدائی کے مرتبہ سے تنزل بھی کرتی ہے اور اس سے گناہ اور فسق و فجور اور ہر طرح کی حرامکاری سرزد ہوتی ہے؟ اور نیز ضعف اور جہل اور نادانی وغیرہ رذائل اس کے عائد حال ہوجاتے ہیں اور پھر جہنم ابدی اس کے نصیب ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْخَرَافَاتِ وَسُبْحٰنَ رَبِّنَا عَمَّا یَصِفُوْنَ“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ نمبر 648)

اللہ تعالیٰ کی تحقیر کے ساتھ ساتھ انسان اور معاشرے پر بھی اس نظریے کے بداثرات بڑے نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔

وجود مطلق کے مطابق تمام مخلوق نہ صرف خدا کے وجود کا حصہ ہے بلکہ آپس میں بھی ان میں کوئی فرق نہیں۔ محی الدین ابن عربی تو موسیٰ اور فرعون کو بھی ایک قرار دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے ماں، بہن، بیٹی، بیوی، باپ، بھائی اور دوسرے سب رشتے زیر وزبر ہو جاتے ہیں۔ وجودیوں سے جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ یہ رشتے معاشرے نے قائم کئے ہیں ورنہ ہم کسی رشتے میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ وحدت الوجود کے نظریے نے مسلمانوں میں شرک کو جنم دیا جو اولیاء پرستی اور مزاروں اور قبروں کی پرستش کی صورت میں آج بھی جاری ہے اور یہی وہ گروہ ہے جو وحدت الوجود کا سب سے بڑا حامی ہے۔

کائنات کے اسرار و رموز اور ربط الحادث بالقدیم پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ انسان صرف اسی حد تک اپنے علم اور ذہن کا استعمال کرسکتا ہے جتنا خدائے علیم وخبیر نے اسے عطا کیا ہے۔ اس سے زیادہ کی نہ اسے استطاعت دی گئی ہے اور نہ ہی اجازت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ

(البقرہ :256)

اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔

انسان کو اپنی ذات اور اردگرد کی طبعی اشیاء کا بھی پورا حال معلوم نہیں اور دعویٰ یہ کہ مابعد الطبیعات کے اسرار تک اس کی رسائی ہوگئی ہے۔

؎ یہ حیات کیا یہ ممات کیا، یہ عدم ہے کیا یہ وجود کیا
تیری کائنات کا راز تو نہ کسی پہ تیری قسم کھلا
ہے یہ لامکان و مکان کیا، ہیں رموز و سر جہان کیا
کوئی کیسا ذہن رسا ہو اُس پہ بہت کھلا بھی تو کم کھلا

(صاحبزادی امۃ القدوس)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

؎ کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

بقیہ: سالانہ تقریب تقسیم انعامات ...... از صفحہ 9

جامعہ کی MAIN ENTRANCE والے روڈ کے دونوں اطراف کی RAOD EDGES کی تعمیر کرکے اس پر رنگ و روغن کیا گیا۔جس سے جامعہ کے ماحول کی خوبصورتی میں خاطرخواہ اضافہ ہوا۔ امسال جامعہ کی کمپیوٹر لیب کو اپ گریڈ کرکے اس میں 2مزید کمپیوٹرز اور ایک لیپ ٹاپ کے ساتھ ساتھ ایک عدد بڑی فوٹو کاپی مشین کا اضافہ بھی ہوا۔ نیز ایک مشن ہاؤس کی REHABILITATION بھی ہوئی۔جامعہ میس کے سٹور میں نئے شیلف کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح جامعہ اور سکول میس میں 10نئے ڈائننگ ٹیبلز اور 20 نئے بینچز کا اضافہ ہوا۔اس کے علاوہ لائبریری جامعہ احمدیہ میں تقریباً ڈیڑھ ملین شیلنگز کی نئی ریفرنس بکس کا اضافہ بھی کیا گیا۔ جامعہ کے سائن بورڈ کو نئے ڈیزائن سے آراستہ کیا گیا۔۔اسی طرح جامعہ کی MAIN ENTRANCE پر نیا گیٹ نصب کیا گیا۔

جامعہ گریجویشن کی اس تقریب میں تنزانیہ کے مختلف ریجنز سے مبلغین اور دیگر مہمانان نے بھی شرکت کی، جن میں مکرم بکری عبیدی کلوٹا صاحب نائب امیر، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب ریجنل مبلغ ڈوڈوما، مکرم ریاض احمد ڈوگر صاحب ریجنل مبلغ ارینگا، مکرم کریم الدین شمس صاحب ریجنل مبلغ مبیا و کٹاوی ریجنز، مکرم فضل الرحمٰن بشیر صاحب ڈاکٹر انچارج احمدیہ پولی کلینک موروگورو، مکرم شعبان عثمان شنڈا صاحب مبلغ سلسلہ، جملہ اسٹاف ایم ٹی اے اسٹوڈیوز تنزانیہ اور مقامی مجلس عاملہ کے اراکین شامل ہیں۔

تقریب کے آخر میں محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے اظہار تشکر کیا اور طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا کہ:

”ہماری زندگی اور سلامتی آسمانی نظام یعنی نظام خلافت کی اطاعت میں ہے۔“

اس تقریب کا اہتمام بعد نماز مغرب و عشاء جامعہ کے باغیچہ میں کیا گیا۔جس کے لئے قبل از وقت خصوصی وقارعمل کے ذریعہ تزئین و آرائش، مناسب روشنی اور تیاری اسٹیج وغیرہ امور سرانجام دیئے گئے۔

تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ اور اس میں خدمت سر انجام دینے والوں کو جزائے خیر دے اور اس ادارے سے پاس ہوکر میدان عمل میں خدمت بجالانے والوں کا حامی و ناصر ہو۔ اور ہم سب کو وقف کی روح کو سمجھنے والا اور وقف کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنائے۔ اور خلافت احمدیہ کا سچا خادم اور وفادار بنائے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہم سے وابستہ توقعات پر کماحقہٗ پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد اشرف کاہلوں

تقویٰ کے دو پہلو

تقویٰ کے دو پہلو ہیں۔ ایک ترک شر اور دوسرا ایصال خیر۔

قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129) سے یہ مفہوم روز روشن کی طرح درخشاں ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔یعنی اللہ تعالیٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو۔اور مُحۡسِنُوۡنَ وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ پھر یہ بھی فرمایا:

لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی

(یونس:27)

یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ بخوبی آپؑ کی اسبات سے بھی ہوتا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

مجھے یہ وحی بار بار ہوئی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129) اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 652)

آپؑ نصیحت کی غرض سے فرماتے ہیں:

اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اسبات پر ہی فریفتہ نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاوٴ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 652)

تقویٰ کی باریک راہیں

حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے اس ایک واقعہ سے بھی اسپر روشنی خوب پڑتی ہے۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں اپنے گھر لوٹ کر جاتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں۔ اسکو اٹھاتا ہوں کہ کھاوٴں مگر مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو۔ اس لئے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔

(کتاب اللقطۃ۔ بخاری)

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ میں فطری لحاظ سے نظریاتی طور پر دو گروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہؓ، سودہؓ، حفصہؓ اور صفیہؓ تھیں۔ جبکہ دوسرے میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی تھیں۔ ایک موقعہ پر یہ معاملہ اٹھا جب آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے ہاں تشریف فرما ہوتے تو اکثر صحابہ اپنے ہدایا انکے ہاں بجھوایا کرتے۔ یہ بات حضرت ام سلمہؓ وغیرہ کو اچھی نہ لگی۔ ان کا مطالبہ تھا کہ سب ازواج کے گھروں میں برابر ہدایہ صحابہ بجھوائیں صرف عائشہ ہی کیوں؟ ام سلمہؓ نے تین بار اسبات کا تذکرہ آپؐ سے کیا۔ تو فرمایا۔ عائشہ کی بابت مجھے اذیت نہ دو۔ اسی کے ہاں مجھے وحی الٰہی ہوتی ہے۔ پھر حضرت فاطمہؑ کے ذریعہ سفارش کرائی گئی۔ اس پہ بھی کامیابی نہ ہوئی تو حضرت زینب بنت جحش بارگاہ نبوت میں یہ کیس لیکر پیش ہوئیں۔ زبان میں تیزی تھی اور حضرت عائشہ کی بابت بھی سخت باتیں کیں۔ آنحضرت ﷺ نے عائشہ کی جانب دیکھا تو عائشہ نے جواباً زینب کو خاموش کرا دیا۔ اسپر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اِنَّھَا بِنۡتُ اَبِیۡ بَکۡرٍ۔ یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

(کیاب الھبہ۔ بخاری)

ایک طرف حضرت زینبؓ کا حضرت عائشہؓ کی نسبت یہ فکری عدم مناسبت لیکن دوسری جانب تقویٰ کا یہ معیار کہ جب واقعہ افک ہوا اور رسول کریم ﷺ عائشہؓ کی ذات و کردار کی بابت شواہد جمع کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت اسامہ بن زید، حضرت علی، بریرہ لونڈی اور حضرت زینب بنت جحش کی آراء لی گئیں۔حضرت زینب سے دریافت کیا گیا۔ مَا عَلِمۡتِ مَا رَاَیۡتِ؟

آپؓ نے عرض کیا:

یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! اَحۡمِیۡ سَمۡعِیۡ وَ بَصَرِیۡ۔ وَاللّٰہِ مَا عَلِمۡتُ عَلَیۡھَآ اِلَّا خَیۡرًا۔

(کتاب حدیث الافک۔ بخاری)

یعنی یا رسول اللہ ﷺ! میں کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں۔ بخدا میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ وہ میری ہمسر تھیں مگر اللہ نے اسے تقویٰ کے سبب بچا لیا۔

حضرت مسیح موعودؑ شان اتقا کی نسبت فرماتے ہیں:

ہے جڑ ہر ایک خیر وسعادت کی اتقا
جس کی یہ جڑ رہی ہے عمل اسکا سب رہا

نمایاں کامیابی

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے میرے چھوٹے بھائی عزیزم ڈاکٹر نوید احمد خاں ابن رانا عبدالحکیم خاں کاٹھگڑھی سابق صدر جماعت و امیر حلقہ گڑھ موڑ ضلع جھنگ کو تعلیمی میدان میں نمایاں اعزاز سے نوازا ہے۔عزیزم نے Universty of Wales London Campus سے ماسٹرز کی تعلیم کے بعد اب جرمنی سے Ph.D in Economics with Distinction (1,3 Noten) کے ساتھ مکمل کی ہے۔ الحمد اللہ علی ذالک۔

عزیزم حاجی چوہدری عبدالحمید خاں صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا اور چوہدری عبداللہ خاں صاحب کاٹھگڑھی سابق صدر جماعت چک نمبر 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب کا نواسہ ہے۔عزیزم ہمارے خاندان میں یہ اعزاز حاصل کرنے والے پہلے فرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے ان کی یہ انتھک محنت اور یہ تعلیمی اعزاز آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنے۔ آمین۔

عزیزم ڈاکٹر نوید احمد خاں صاحب اس وقت صدر جماعت (Cottbus Germany) کے طور پر خدمت کی توفیق بھی پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ اعزاز ہم سب کے لیے خصوصاً جماعت کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت اور مفید ہو اور خلیفۃ المسیح کے لیے قراۃ العین ثابت ہو۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کا سلطان نصیر بنائے اور ہمارا علم اور تجربہ ہمیشہ خلافت کے سایہ میں بڑھتا رہے اور ہم سب کو نافع الناس وجود بنا دے۔ آمین

تمام احباب کرام سے عزیزم کی مزید کامیابیوں اور بہترین عملی زندگی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار

رانا مبین کاشف خاں ایڈووکیٹ

عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

عطیہ خون بسلسلہ سال نو ریجن ماں و آبو ویل، آئیوری کوسٹ

جماعت احمدیہ دوسروں کے برعکس سال نو کا آغاز محاسبہ نفس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ کرتی ہے۔ اسی سلسلہ میں آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ کے دو ریجنز ماں (Man) و آبو ویل (Agboville) نے سال نو 2022ء کے آغاز پر اپنے اپنے شہر کی احمدیہ مساجد کے سامنے عطیہ خون کیمپ کا انعقاد کرنے کی سعادت پائی جس کے انتظامات ریجنل مبلغین کرام، مکرم شبیر احمد بلوچ صاحب ریجنل مشنری ماں و مکرم بناوٴ عبدالرزاق صاحب ریجنل مشنری آبو ویل نے کئے۔ اس سلسلہ میں سرکاری ادارہ برائے عطیہ خون (Centre National de Transfusion Sanguine) کی مدد سے جماعتی انتظام کے تحت خون عطیہ کرنے کے لئے انتظامات کئے گئے۔ دونوں ریجنز میں احمدی احباب کے ساتھ چند ایک غیر از جماعت احباب نے بھی خدمت انسانیت کے اس کام میں حصہ لیا۔ ریجن ماں میں مؤرخہ 07 جنوری بروز جمعۃ المبارک اس کا انعقاد کیا جس میں 30 مرد و خواتین نے عطیہ خون کرنے کی سعادت پائی جبکہ آبو ویل ریجن میں مؤرخہ 08 جنوری بروز ہفتہ 20 افراد نے خون کا عطیہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان دونوں ریجنز کے احباب جنہوں نے عطیہ خون کی سعادت پائی کو خدمت انسانیت کے اس کام کا احسن اجر عطا کرے اور آئندہ بھی انہیں خدمت انسانیت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی سعادت نصیب کرتا جائے۔ آمین

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر۔تنزانیہ

سالانہ تقریب تقسیم انعامات و اسناد جامعہ احمدیہ تنزانیہ 2021

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کا ایک اور تعلیمی سال اپنے اختتام کو پہنچا۔اس ضمن میں ایک تقریب کا انعقاد ہوا جس میں فارغ التحصیل طلبہ میں اسناد اور تعلیمی سال کے دوران نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

تقریب کے مہمان خصوصی مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ تھے۔تلاوت اور نظم بزبان اردو و سواحیلی کے بعد مکرم عزیز احمد شہزاد صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ نے دفتر پرنسپل کی جانب سے بزبان اردو کارگزاری رپورٹ پیش کی،اور سواحیلی رپورٹ کے لئے مکرم شمعون جمعہ صاحب معلم سلسلہ و استاد جامعہ تشریف لائے۔اس دوران میں حاضرین مجلس کی خدمت میں تصویری جھلکیاں بھی پیش کی گئیں۔بعد ازاں درجہ ثالثہ کے ایک فارغ التحصیل طالبعلم نے سپاس نامہ پیش کیا۔ اور پھر مہمان خصوصی محترم امیر و مبلغ انچارج صاحب تنزانیہ نے طلبہ،اساتذہ اور مہمانان میں انعامات و اسناد تقسیم کیں اور نصائح سے نوازا۔آپ نے طلبہ کو اللہ تعالیٰ سے گہری محبت پیدا کرنے کی تلقین کی،جسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی حفاظت نصیب ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا:

”ہم سب یہاں واقف زندگی ہیں،اللہ کی راہ میں ہم نے اپنی زندگی وقف کرنے کا عہد کیا ہے۔ہمارا یہ فرض ہے کہ ہر لحظہ ہم وقف کی حقیقت کے بارے میں غور و فکر کرتے رہیں، کہ وقف کیا ہے؟ کیونکہ ہم اپنی زندگی اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا عہد کر رہے ہیں۔یہ فیصلہ کوئی عام فیصلہ نہیں،یہ فیصلہ تا حیات استقامت چاہتا ہے۔اس لئے وقف کی حقیقت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“

قارئین الفضل کی خدمت میں جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے تعلیمی سال 2021 کی مختصر کارگزاری رپورٹ پیش ہے:۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کا آغاز 1984ء میں ہوا۔اس وقت جامعہ موروگورو ریجن کے علاقہ کیہونڈا میں واقع ہے۔جامعہ ایک تعلیمی و تربیتی ادارہ ہے۔جہاں طلبہ کی تعلیم کا اصل محور قرآنِ مجید ہے۔اور باقی علوم اس کی شاخیں ہیں۔ان تدریسی مضامین میں تجوید، ناظرہ قرآن مجید، ترجمہ وتفسیر، حدیث، فقہ، کلام، موازنہ، حساب، سواحیلی اور تاریخ و سیرت شامل ہیں۔نیز طلبہ کو عربی، اردو اور انگریزی بھی پڑھائی جاتی ہے۔دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبہ کو کمپیوٹر بھی سکھایا جاتا ہے۔ اور آخری سال کے طلبہ ایک مختصر ریسرچ پیپر بھی لکھتے ہیں۔جامعہ کا تعلیمی سال دو سمیسٹرز پر مشتمل ہے۔اور دونوں سمیسٹرز کے اختتام پر باقاعدہ ہر مضمون کا امتحان لیا جاتا ہے۔اور سالانہ رزلٹ دونوں سمیسٹرز میں طلبہ کی مجموعی کارکردگی پر مشتمل ہوتا ہے۔

ابتداء میں تین سالہ معلم کلاس کا نصاب پڑھایا جاتا تھا،لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے بعد از منظوری چار سالہ تعلیمی نصاب جاری ہے۔جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں مشرقی افریقہ کے بیشتر ممالک کے طلبہ تحصیل علم کے لئے آتے ہیں، جن میں تنزانیہ کے ساتھ ساتھ ہمسایہ ممالک کینیا، ملاوی، برونڈی اور کانگو شامل ہیں۔

امسال فارغ التحصیل طلبہ کی تعداد 10 ہے جو تنزانیہ اور کانگو سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

1 ABDUL-RAHMAN EM-MASANJA MAPOLU

2 KASONGA BIDUAYA ROBERT

3 ALLY MUHAMMAD KASWEZI

4 YASIN ABDALLAH MTEBEA

5 MBWILU SULEMAN FANNY

6 KAMBALE FIRDAUS RAMAZAN

7 HAMISI MPENDA OMARAI

8 IRFAN MABUMA-MALAMO

9 QASIM OMARY KIMWAGA

10 IDRIS TSHIBUABUA JUMA

جامعہ احمدیہ تنزانیہ سے بعض منتخب طلبہ کو بعد از منظوری جامعہ انٹرنیشنل گھانا بھجوایا جاتا ہے۔اس طرح اب تک جامعہ تنزانیہ سے جامعہ گھانا جانے والے طلبہ کی تعداد 17 ہے۔

جن طلبہ کا امسال جامعہ انٹرنیشنل گھانا کے لیے انتخاب کیا گیا ہے ان کے نام ذیل میں ہیں۔

1.HUSSEIN MPENDA OMARY

2.SHABAN IDD SHAHABN

جامعہ میں تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت پر بھی زور دیا جاتا ہے۔اور تربیت کے تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔چنانچہ طلبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات براہ راست دیکھتے اور سنتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی و تربیتی جلسہ جات کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے جن میں جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مصلح موعودؓ، جلسہ یوم مسیح موعودؑ اور جلسہ یوم خلافت شامل ہیں۔نیز گاہے بگاہے دیگر ضروری تربیتی امور پر ٹیوٹوریل سیشنز اور تعلیمی و تربیتی لیکچرز بھی دیئے جاتے ہیں۔نیز درس قرآن کریم، درس حدیث اور درس کتب سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔جامعہ کے آخری سال کے طلبہ کے لیے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا بھی تربیتی سرگرمیوں کا لازمی حصہ ہے۔امسال جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو جلسہ سالانہ یوکے 2021 کے موقع پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعے ایم ٹی اے کی وساطت سے براہ راست شرکت کی توفیق بھی ملی۔اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

طلبہ کی جسمانی صحت اور نشوونما کے پیش نظر کھیل بھی جامعہ کی روزمرہ کی روٹین کا ایک لازمی جزو ہے۔روزانہ نمازِ عصر کے بعد کھیل ہوتی ہے۔ جن میں فٹ بال،والی بال،ٹیبل ٹینس اور دیگر ورزشی کھیلیں شامل ہیں۔طلبہ کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔جن کے نام امانت،شجاعت اور شفقت ہیں۔ان گروپس کے مابین ابتدائی مقابلہ جات کروا کر سپورٹس ڈے پر ان کے فائنلز کروائے جاتے ہیں۔امسال سالانہ ورزشی مقابلہ جات 20 اور 21 اکتوبر 2021ء کو منعقد ہوئے۔

ورزشی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ علمی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے ہیں۔جن میں تلاوت قرآنِ مجید،اذان،ادعیۃ القرآن،ادعیۃ الرسول ﷺ، نظم اردو، نظم سواحیلی اور تقریر سواحیلی، تقریر انگلش،تقریر اردو اور تقریر عربی کے مقابلہ جات شامل ہیں۔

جامعہ کی غیرنصابی سرگرمیوں میں وقارعمل ایک اہم اور بہت بنیادی تربیتی جزو ہے۔جس کے ذریعے تربیت کے ساتھ ساتھ جماعتی اموال کے احساس اور ان کے استعمال میں غیرمعمولی احتیاط کی روح پیدا کرنا بنیادی مقصد ہے۔امسال وقارعمل کی تعداد 50 سے زائد ہے۔جن میں جامعہ اور اس سے ملحقہ احاطہ،مسجد اور اس سے ملحقہ احاطہ،جامعہ گراؤنڈ اور احمدیہ پری انیڈ پرائمری سکول کے احاطہ میں وقارعمل کیا گیا۔اور ان وقارعمل کے ذریعے 3 ملین شیلنگز سے زائد رقم کی بچت ہوئی۔نیز جامعہ کو امسال لوکل یونین کونسل کے ہسپتال میں 2 بار وقارعمل کرنے کی بھی توفیق ملی۔اس کے علاوہ گورنمنٹ سیکنڈری سکول کیہونڈا میں نئی کلاسز کی تعمیر کے موقعہ پر جامعہ کو وہاں بھی وقارعمل کرنے کی توفیق ملی۔نیز جامعہ نے اپنی مدد آپ کے تحت جامعہ کے احاطہ میں سبزیاں،پھل اور دیگر اجناس بھی اگائی ہوئی ہیں۔اس پروگرام سے بھی جامعہ کو کھانے کی مد میں 2 ملین شیلنگز کے قریب رقم کی بچت ہوئی۔ان تمام سرگرمیوں سے 5 ملین شیلنگز سے زائد کی رقم کی بچت ہوئی۔علاوہ ازیں جامعہ میں موجود باغ احمد میں 100 نئے پھل دار پودے بھی لگائے گئے۔اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔

تبلیغ بھی جامعہ کی ایک بنیادی سرگرمی ہے۔امسال 11 تبلیغ ڈے منائے گئے اور 19 بار لوکل اتوار بازار saba saba میں سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ان سرگرمیوں سے 4 ملین شیلنگز کے قریب جماعتی لٹریچر فروخت ہوا اور چھ ہزار سے زائد افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔نیز امسال 26 طلبہ کو تنزانیہ کے مختلف ریجنز میں وقف عارضی کرنے کی بھی توفیق ملی۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو حسب استطاعت مالی قربانی کی بھی توفیق ملتی رہتی ہے۔جامعہ کو مالی سال 2020ء-2021ء میں اپنے چندہ جات کے بجٹ جو کہ -/17,948,100 تھا، کو مکمل کرنے کی توفیق ملی۔اسی طرح چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدہ جات کی تکمیل کی بھی توفیق ملی۔چنانچہ جامعہ کو جولائی 2020 تا جون 2021 مختلف مدات کی مد میں کل -/24,525,200 شیلنگز کی مالی قربانی کی توفیق ملی۔اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جامعہ احمدیہ تنزانیہ اپنے ملک و قوم کی خدمت میں اپنا کردار بھی ادا کرتا ہے۔امسال عید الفطر کے موقعہ پر جامعہ کو اپنی لوکل یونین کونسل میں 120 کے قریب گھرانوں میں عید گفٹس کی تقسیم کی توفیق ملی۔اس تقریب میں مورو گورو کے ڈسٹرکٹ کمشنر بطور مہمانِ خصوصی شامل ہوئے۔ مہمانِ خصوصی کو قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ بطور تحفہ بھی پیش کیا گیا۔

نیز بقرعید کے موقعہ پر جامعہ کو 29 بکرے قربان کرنے کی توفیق ملی۔اس قربانی کے گوشت کا تحفہ جامعہ کے ورکرز، جامعہ سٹاف، طلبہ جامعہ اور احباب جماعت، سکول سٹاف اور قرب و جوار کے افراد میں تقسیم کیا گیا۔نیز جامعہ انتظامیہ نے ایک وفد کی صورت میں جا کر قربانی کے عید گفٹس مورو گورو ریجن کے ریجنل کمشنر اور سٹاف، ریجنل ایڈمنسٹریٹو سیکریٹری اور سٹاف، ڈسٹرکٹ کمشنر مورو گورو اور سٹاف، ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹو سیکریٹری اور سٹاف،، ریجنل پولیس آفیسر اور سٹاف، ڈسٹرکٹ سی آئی ڈی آفیسر اور سٹاف، ریجنل امیگریشن آفیسر اور سٹاف، میڈیکل آفیسر آف مورو گورو ریجنل ہاسپٹل، میئر آف مورو گورو اور سٹاف، میونسپل ڈائیریکٹر اور سٹاف، آفیسر آف ایجوکیشن، یونین ناظم اور لوکل یونین آفس، SOBER HOUSE (نشے کے عادی افراد کی نگہداشت کا ادارہ)، دو بینکوں کے عملہ، ڈیوٹی پر معمور ٹریفک پولیس اہل کاروں اور موٹر رکشہ ڈرائیورز میں تقسیم کیے۔ جامعہ کے ان پروگرامز کی خبریں الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر بھی شائع و نشر ہوئیں۔

اس کے علاوہ جامعہ کو اپنی لوکل یونین کونسل میں موجود گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے نئے بلاک کی تعمیر کے موقع پر 25 سیمنٹ کی بوریاں بھی پیش کرنے کی توفیق ملی۔یونین کونسل کے ہسپتال اور سیکنڈری سکول میں وقار عمل کرنے کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔نیز مورو گورو کی میونسپل کونسل کے میڈیا سیکشن CHOMBO HURU کو جامعہ کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ شیلنگز کی مالیت کی شرٹس کا عطیہ بھی دیا گیا۔علاوہ ازیں سولر واٹر پروجیکٹ کے ذریعہ روزانہ اوسطاً 75 سے 100 گھرانے پانی کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جامعہ انتظامیہ، جامعہ میں خدمت کے ساتھ ساتھ احمدیہ پری اینڈ پرائمری سکول میں بھی خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور سکول کے جملہ امور میں رضاکارانہ خدمت بجالاتی ہے۔ امسال سکول میں ہال کی تعمیر عمل میں آئی۔ امسال احمدیہ پری اینڈ پرائمری سکول کی ساتویں کلاس کو پہلی بار نیشنل امتحانات میں بیٹھنے کی توفیق ملی۔ اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ تمام طلبہ نے اچھی کارکردگی دکھاتے ہوئے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔اسٹینڈرڈ سیون کی گریجویشن جامعہ ہال میں منعقد ہوئی۔ امسال سکول میں 3 نئے اساتذہ کا اضافہ ہوا۔اس وقت سکول میں کل 16 اساتذہ پر مشتمل سٹاف کام کر رہا ہے۔جن میں 14 فل ٹائم اور 2 والنٹیئرز اساتذہ ہیں۔علاوہ ازیں 5 کارکنان کا عملہ بھی ہے۔

اسی طرح جامعہ کے اساتذہ و طلبہ کو ایم ٹی اے افریقہ میں پروگرام ریکارڈ کروانے کی بھی توفیق ملتی رہتی ہے۔اس طرح امسال جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ گھانا سے فارغ التحصیل ہونے والے مبلغ سلسلہ مکرم ایاز احمد ڈوگر صاحب کی جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں بطور استاد تقرری منظور فرمائی۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَہٗ

امسال نئے ہونے والے کاموں میں جامعہ کے احاطہ اور سکول کے احاطہ میں IAAAE کے تعاون سے 10 سولر سٹریٹ لائٹس لگیں۔نیز جامعہ میں موجود سولر واٹر پروجیکٹ کے پمپ کی خرابی کے بعد IAAAE کے تعاون سے ہی BORE HOLE کی فلشنگ اور اس میں نئے پمپ کی INSTALLATION عمل میں آئی۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء۔

علاوہ ازیں جامعہ کے احاطہ میں سیکیورٹی کو بہتر بنانے کی غرض سے CCTV کیمرے بھی نصب کیے گئے جن کے ذریعے آن لائن بھی جامعہ کے احاطہ کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جامعہ کے احاطہ میں PAVING TILES بھی لگائیں گئیں۔PAVING TILES کے کام میں جامعہ کے بعض اساتذہ و طلبہ نے دن رات انتھک محنت کر کے اس کام کو بڑی دلجمعی سے سرانجام دیا۔اور جامعہ کے ماحول کو صاف ستھرا اور مزید خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔اس سرگرمی سے 1.6 ملین شیلنگز کی بچت ہوئی۔یہ بچت وقار عمل کے ذریعے ہونے والی بچت کے علاوہ ہے۔مزید برآں

بقیہ صفحہ 7 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اکرام اولاد اور حسنِ آداب کی تلقین

والدین اپنے بچوں کو ’’والدین کی اطاعت و اکرام‘‘ کی طرف تو بہت توجہ دلاتے ہیں جو کہ بہت خوش آئند بات ہے، مگر ہم میں سے اکثر رسولِ کریمؐ کے اس فرمان کو کلیۃً فراموش کر دیتے ہیں کہ: ’’اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو احسن آداب سکھاؤ‘‘ بچوں کی عزت نفس کا خیال رکھنا، ان کی غلطی کی نشاندہی احسن رنگ میں کرنا نہ یہ کہ دوسروں کے سامنے بچوں کو ڈانٹنا، ان سے مشورہ کرنا اور ان کی رائے کا احترام کرنا، بچوں کی بات غور سے سننا یہ سب باتیں بچوں کی شخصیت پر مثبت اثر ڈالنے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں والدین کا عزت اور احترام بڑھاتی ہیں۔

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

08فروری2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	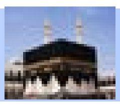	05:37	18:15
مدینہ منورہ	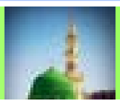	05:41	18:12
قادیان	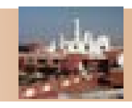	05:54	18:09
ربوہ	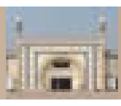	05:34	17:49
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:00	17:06

فقہی کارنر

تشہد میں انگلی اُٹھانے کی حکمت

ایک شخص نے سوال کیا کہ التحیات کے وقت نماز میں انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) کیوں اٹھاتے ہیں؟ فرمایا: لوگ زمانہ جاہلیت میں گالیوں کے واسطے یہ انگلی اٹھایا کرتے تھے اس لئے اس کو سبابہ کہتے ہیں یعنی گالی دینے والی۔ خدا تعالی نے عرب کی اصلاح فرمائی اور وہ عادت ہٹا کر فرمایا کہ خدا کو واحد لاشریک کہتے وقت یہ انگلی اٹھایا کرو تا کہ اس سے وہ الزام اٹھ جاوے۔ ایسے ہی عرب کے لوگ پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ اس کے عوض میں پانچ وقت نماز رکھی۔

(البدر 20مارچ1903ء صفحہ 66)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)